

سوال

اگر کسی کولوارث بچہ ملے تو کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

گمشدہ لاوارث بچے کے احکام کا لفظ یعنی گمشدہ اشیاء کے احکام سے بہت بڑا تعلق ہے ، اس لیے کہ لفظ گمشدہ اموال کے ساتھ خاص ہے اور لقیط گمشدہ انسان کو کہا جاتا ہے ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی احکام زندگی کی ضروریات اور اس کے ہر مفید شعبے کو شامل ہیں -

دنیا تو یتیموں اور لاوارث بچوں اور بوڑھے لوگوں کی دیکھ بھال اور پرورش اور پناہ گزین کیمپوں سے آج متعارف ہو رہی ہے ، لیکن اسلام نے تو آج سے چودہ سو برس قبل ہی اس سے بھی زیادہ اس کی طرف توجہ دلائی اور اس کے احکام بتائے جن میں لقیط یعنی لاوارث پھینکے ہوئے یا پھر اپنے والدین سے گمشدہ بچے کی دیکھ بھال شامل ہے ان دونوں حالتوں میں بچے کے نسب کا کوئی علم نہیں ہوتا -

لہذا ہر اس شخص پر جو بھی کسی لاوارث بچے کو پائے واجب ہے کہ وہ اسے حاصل کرے اور اس کی دیکھ بھال اور پرورش کرے یہ دیکھ بھال فرض کفایہ ہے کچھ لوگوں کے کرنے سے باقی سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے ، لیکن اگر سب ہی اسے ترک کر دیں اور کوئی بھی اس بچے کو امکان ہونے کے باوجود نہ حاصل کرے تو سب گنہگار ہونگے -

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور نیکی و بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو

تو اس آیت کا عموم لقیط یعنی گمشدہ بچے کو لینے پر دلالت کر رہا ہے ، اس لیے کہ یہ بھی خیر و بھلائی پر تعاون ہے ، اور پھر اس بچے کو لینے میں ایک جان کو زندہ کرنا اور جان بچانا ہے اس لیے ایسا کرنا واجب ہے جس طرح ضرورت کے وقت اسے کھانا کھلانا اور غرق ہونے سے بچانا واجب ہے اسی طرح اسے اٹھانا اور حاصل کرنا بھی واجب ہے -

لقیط یعنی گمشدہ لاوارث بچہ سب احکام میں آزاد ہے اس لیے کہ اصل چیز تو آزادی ہے اور غلامی تو ایک عارضی چیز ہے اس لیے اگر علم نہ ہو سکے تو غلام نہیں بلکہ وہ آزاد ہوگا ۔

اور جو مال اور رقم وغیرہ اس کے ساتھ ہو یا اس کے ارد گرد سے ملے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے وہ اس کی ملکیت ہوگی ، اور اس لیے کہ اس کا ہاتھ اس پر ہے ایسے بچے کو اٹھانے والا احسن اور بہتر طریقے سے اس پر خرچ کرے کیونکہ اسے اس پر ولایت حاصل ہے ۔

لیکن اگر اس بچے کے ساتھ اسے کچھ بھی نہ ملے تو اس پر بیت المال سے خرچ کیا جائے گا اس لیے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاوارث بچہ اٹھانے والے کو کہا تھا :

(جاؤ وہ بچہ آزاد ہے اور اس کی ولاء تجھے حاصل ہے ، اور اس کا نفقہ اور خرچہ ہم پر ہوگا) یعنی اس کا خرچہ بیت المال سے ہوگا ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا :

(اس کی رضاعت ہمارے ذمہ ہے) یعنی رضاعت کا خرچہ بیت المال برداشت کرے گا ، لہذا اٹھانے والے پر نہ تو خرچہ واجب ہے اور نہ ہی اس کی رضاعت ، بلکہ یہ بیت المال پر واجب ہوگی ، لیکن اگر بیت المال نہ ہو تو مسلمانوں میں سے جسے علم ہو اس پر اس کا خرچہ واجب ہوگا ۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

اور خیر و بہلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کیا کرو ۔

اور اس لیے بھی کہ اگر اس پر خرچہ نہ کیا جائے تو وہ ہلاک ہو جائے گا اور اس لیے بھی کہ اس پر خرچ کرنا خیر خواہی ہے جس طرح مہمان کی میزبانی کی جاتی ہے ۔

اور دینی لحاظ سے اس کا حکم یہ ہے کہ : اگر وہ دارالاسلام یا پھر ایسے کافر ملک میں جہاں پراکثریت مسلمانوں کی ہو تو وہ بچہ مسلمان ہوگا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے) ۔

اور اگر وہ بچہ خالصتاً کفار ملک میں پایا جائے یا پھر اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو تو ملک کے ماتحت وہ بچہ بھی کافر شمار ہوگا ، اسے اٹھانے والا شخص اگر امانت دار ہو تو اس پر اس کی پرورش کی ذمہ داری ہوگی ، کیونکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جمیلہ کے صالح ہونے کے علم ہونے پر لاوارث بچے کو ان کے پاس ہی رکھنے

کا فیصلہ کیا اور فرمایا تھا :

(اس کی ولایت تجھے ہی ملے گی) اس لیے کہ اس نے اسے اٹھانے میں سبقت لی ہے اس لیے وہ ہی اس کا زیادہ حقدار ہے -

اور لاوارث بچے کو اٹھانے والا ہی اس بچے پر اس کے ساتھ پائے جانے والی رقم میں سے خرچ کرے گا اس لیے کہ وہ ہی اس کا ولی ہے اور خرچ کرنے میں معروف اور احسن انداز اختیار کرنا ہوگا -

اور اگر لاوارث بچے کو اٹھانے والا پرورش کرنے کا اہل نہ ہو مثلاً وہ کافر یا فاسق ہو اور بچہ مسلمان ہونے کی صورت میں بچہ اس کے پاس نہیں رہنے دیا جائے گا ، اس لیے کہ کافر اور فاسق کی مسلمان پر ولایت قائم نہیں ہو سکتی ، کیونکہ وہ بچے کو دین اسلام سے پھیر دے گا اور اسی طرح اگر بچے کو اٹھانے والا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والا خانہ بدوش ہو تو اس کے پاس بھی بچہ نہیں رہنے دیا جائے گا اس لیے کہ اس میں بچے کے لیے تکلیف اور تنگی ہے -

لہذا بچہ اس سے حاصل کر کے شہر میں رکھا جائے گا کیونکہ بچے کا شہر میں رہنا اس کے دین و دنیا دونوں کے لیے بہتر اور اچھا ہے ، اور بچے کے خاندان اور نسب کو تلاش کرنے میں زیادہ آسان ہے -

لاوارث بچے کی اگر کوئی اولاد نہ ہو تو اس کی وراثت اور اسی طرح اگر اس پر کوئی شخص جرم کرے تو اس کی دیت دونوں چیزیں بیت المال کی ہونگی ، اور اگر اس کی بیوی ہو تو اسے ربع یعنی چوتھا حصہ ملے گا -

اور لاوارث بچے کا قتل عمد میں مسلمانوں کا امام اس کی ولی بنے گا اس لیے کہ مسلمان اس کے وارث بنتے ہیں اور امام یعنی خلیفہ اور امیر المسلمین ان کا نائب ہے لہذا اسے قصاص اور دیت لینے کا اختیار دیا جائے گا اور دیت بیت المال کی ہوگی ، کیونکہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا حکمران اور خلیفہ ولی ہوتا ہے -

اور اگر اس پر کوئی شخص قتل کے علاوہ کسی قسم کی زیادتی کرے تو اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا تا کہ وہ اس کا قصاص لے سکے یا اس زیادتی کو معاف کر دے -

اور اگر کوئی مرد یا عورت یہ اقرار کرے کہ لاوارث بچہ اس کا ہے تو بچہ اس کی طرف ہی منسوب ہوگا ، اس لیے کہ بچے کی مصلحت اسی میں ہے کہ اس کا نسب مل جائے ، اور اس کا کسی دوسرے کو کوئی نقصان اور ضرر نہیں ، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے نسب کا دعویٰ کرنے والا منفرد شخص ہو ، اور یہ بھی ممکن ہو کہ بچہ اس سے ہو -

لیکن اگر اس کے نسب کا دعویٰ کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں تو صاحب دلیل کو مقدم کیا جائے گا ، اور اگر ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی دلیل نہ ہو یا پھر دلائل آپس میں تعارض رکھتے ہوں تو بچے کو ان کے ساتھ قیافہ لگانے

والے پرپیش کیا جائے گا اور قیافے والا بچے کو جس کے ساتھ ملحق کرے گا بچہ اس شخص کی طرف ہی منسوب کیا جائے گا ۔

اس لیے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی صحابہ کرام کی موجودگی میں یہی فیصلہ کیا تھا ، اور اس لیے بھی کہ قیافہ والے قوم میں سب سے زیادہ نسب کو جانتے ہیں ، اور اس میں صرف ایک قیافہ شناس ہی کافی ہوگا ، اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ قیافہ لگانے والا مرد ہو اور عادل اور اس کے قیافہ کے صحیح ہونے کا تجربہ بھی ہو ۔
واللہ اعلم ۔